بحث اولیاء اللہ وانبیاء سے مدد مانگنا

اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔ اس بحث میں دو باب ہیں۔

پہلا باب

غیر اللہ سے مدد مانگنے کے ثبوت میں

غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء ومحدثین اور خود مخالفین کے اقوال سے ہے ہم ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے۔

وادعوا شھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین۔

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمائتیوں کو بلالو۔

(پارہ ۱ سورہ ۲ آیت نمبر ۲۳)

اس میں کفار کو دعوت دی گئی ہے کہ قرآن کی مثل ایک سورہ بنا کر لے آؤ اور اپنی امداد کے لئے اپنے حمائتیوں کو بلالو۔ غیر اللہ سے مدد لینے کی اجازت دی گئی۔

قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ۔

ترجمہ: کہا مسیح نے کون ہے جو مدد کرے میری طرف اللہ کی کہا حواریوں نے ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی۔

(پارہ ۳ سورہ ۳ آیت نمبر ۵۲)

اس میں فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ میرا مددگار کون ہے۔ حضرت مسیح نے غیر اللہ سے مدد طلب کی۔

وتعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

ترجمہ: مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کے اور تقویٰ کے اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے۔

(پارہ ۶ سورہ ۵ آیت نمبر ۲)

اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔

ان تنصروا اللہ ینصر کم۔

ترجمہ: اگر مدد کرو گے تم اللہ کے دین کی مدد کرے گا وہ تمہاری۔

(پارہ ۲۶ سورہ ۴۷ آیت نمبر ۷)

اس میں خود رب تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی۔ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن ارواح انبیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا۔

لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔

ترجمہ: کہ تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔

(پارہ ۳ سورہ ۳ آیت نمبر ۸۱)

معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کا میثاق کے دن سے حکم ہے۔

استعینوا بالصبر و الصلوۃ۔

ترجمہ: مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے۔

(پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۵۳)

اس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو اور نماز و صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔

واعینونی بقوۃ۔

ترجمہ: مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار آہنی بناتے وقت لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ایدك بنصرہ و بالمومنین۔

ترجمہ: اے نبی رب نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی۔

(پارہ ۱۰ سورہ ۸ آیت نمبر ۶۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یایھا النبی حسبك اللہ و من اتبعك من المومنین۔

ترجمہ: اے نبی آپ کو اللہ اور آپ کے مطیع مسلمان کافی ہیں۔

(پارہ ۱۰ سورہ ۸ آیت نمبر ۶۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فان اللہ ھو مولہ مولٰہ و جبریل و صالح المومنین و الملٰئکۃ بعد ذلك ظھیر۔

ترجمہ: یعنی رسول کے مددگار اللہ اور جبریل اور متقی مسلمان ہیں بعد میں فرشتے ان کے مددگار ہیں۔

(پارہ ۲۸ سورہ ۶۶ آیت نمبر ۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون۔

ترجمہ: یعنی اے مسلمانوں تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

(پارہ ۶ سورہ ۵ آیت نمبر ۵۵)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ والمومنون والمومنت بعضھم اولیآء بعض

(پارہ ۱۰ سورہ ۹ آیت نمبر ۷۱)

دوسری جگہ فرماتا ہے نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

(پارہ ۲۴ سورہ ۴۱ آیت نمبر ۳۱)

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔

موسیٰ علیہ السلام کو جب تبلیغ کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا۔

واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری۔

ترجمہ: خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کردے میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کردے۔

(پارہ ۱۶ سورہ ۲۰ آیت نمبر ۲۹۔۳۰)

رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا سہارا کیوں لیا میں کیا کافی نہیں ہوں۔ بلکہ ان کی درخواست منظور فرمائی۔ معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سنت انبیاء ہے۔

مشکوۃ باب السجود وفضلہ میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔

سل فقلت اسئلك مرافقتك فی الجنة قال او غير ذلك فقلت هو ذالك قال فاعنی علی نفسك بكثرة السجود۔

ترجمہ: کچھ مانگ لو میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور مانگتا ہے میں نے کہا صرف یہ ہی فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب فضل السجود ج ۱ ص ۳۵۳ رقم الحدیث ۴۸۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مشکوۃ شریف ص ۸۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (مسند ابوعوانہ باب بیان ثواب السجود والترغیب فی کثرۃ السجود ج ۱ ص ۴۹۹ رقم الحدیث ۱۸۶۱ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی۔ تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اعنی اے ربیعہ تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔ اسی حدیث پاک کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے۔

واز اطلاق سوال کہ فرمود سل وتخصیص نہ کرو بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ہرچہ خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۹۶)

حاشیہ......☆

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن عبدالله القرمطي من ولد عامر بن ربيعة ببغداد حدثنا يحيى بن سليمان بن نضلة الخزاعي حدثنا عمي محمد بن نضلة عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده علي بن الحسين حدثني ميمونة بنت الحرث زوج النبي ﷺ ان رسول الله ﷺ بات عندها في ليلتها فقام يتوضا للصلاة فسمعته يقول في متوضئه لبيك لبيك ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا فلما خرج قلت يارسول الله سمعتك تقول في متوضئك لبيك لبيك ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا كأنك تكلم انسانا فهل كان معك احد؟ فقال هذا راجز بني كعب يستصرخني ويزعم ان قريشا اعانت عليهم بني بكر ثم خرج رسول الله ﷺ فامر عائشة ان تجهزه ولا تعلم احدا قالت فدخل عليها ابوبكر فقال يا بنية ما هذا الجهاز؟ فقالت والله ما ادري فقال والله ما هذا زمان غزو بني الاصفر فاين يريد رسول الله ﷺ قالت والله لاعلم لي۔ قالت فاقمنا ثلاثا ثم صلى الصبح بالناس فسمعت الراجز ينشده۔

يارب انی ناشد محمدا ۔۔۔ حلف ابينا وابيه الاتلدا
انا ولدناك وكنت ولدا ۔۔۔ ثمة اسلمنا ولم ننزع يدا
ان قريشا اخلفوك الموعدا ۔۔۔ ونقضوا ميثاقك المؤكدا
وزعموا ان لست تدعو احدا ۔۔۔ فانصر هداك الله نصرا ابدا
وادع عباد الله ياتوا مددا ۔۔۔ فيهم رسول الله قد تجردا

ان سيم خسفا وجهه تربدا

حاشیہ......☆

فقال رسول اللہ لبیك لبیك ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا...... الخ۔

(طبرانی صغیر ج ۲ ص ۷۳۔۷۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاستیعاب ذکر حضرت عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۱۷۵ رقم ۱۹۱۶ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

امام عبدالملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں۔

فقال رسول اللہ ﷺ نصرت یا عمرو بن سالم۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو تمہاری مدد کی گئی۔

(السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام ج ۵ ص ۴۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں۔

و خرج عمرو بن سالم الخزاعی فی اربعین راکبا من خزاعة فقدموا علی رسول اللہ ﷺ یخبرونه بالذی اصابهم ویستنصرونه۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ چالیس خزاعی سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو اس مصیبت کی خبر دی جو انہیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی۔

(طبقات الکبری ابن سعد سریۃ رسول اللہ ﷺ عام الفتح ج ۲ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں۔

قد نصرت یا عمرو بن سالم۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۱۵۳۔۱۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔

فقال رسول اللہ ﷺ نصرت یا عمرو بن سالم۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(دلائل النبوۃ باب نقض قریش ما عاھد واعلیہ رسول اللہ ﷺ بالحدیبیۃ ج ۵ ص ۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں۔

اخبرنا الشریف ابو نصر الزینبی انا ابو طاهر المخلص ثنا یحیی بن محمد املاء ثنا یحیی بن سلیمان بن نضلة الخزاعی بالمدینة سنة خمس واربعین ومائتین حدثنی عمی محمد بن نضلة عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده عن میمونة بنت الحارث زوج النبی ﷺ ان رسول اللہ ﷺ بات عندها فی لیلتها ثم قام یتوضا للصلاة فسمعته وهو یقول لبیك لبیك ثلاثا او نصرت نصرت ثلاثا قالت فلما خرج من متوضاه قلت یارسول اللہ بابی انت وامی سمعتك تکلم انسانا فهل کان معك احد؟ فقال هذا راجز بنی کعب یستصرخنی الخ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات میرے ہاں قیام کیا آپ ﷺ وضو کے لئے اٹھے تو میں نے آپ کو وضو کے دوران ارشاد فرماتے ہوئے سنا "میں حاضر ہوں مدد کو پہنچا میں تمہاری مدد کر دی گئی ہے جب آپ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو حالت وضو میں تین بار لبیک لبیک نصرت نصرت کہتے ہوئے سنا ہے۔ گویا آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی تھا۔ فرمایا ہاں بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا۔

(دلائل النبوۃ للاصبہانی ص ۷۳۔۷۴ رقم الحدیث ۵۹ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

حاشیہ......☆

امام ابی الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی الاندلسی متوفی ۶۳۴ھ لکھتے ہیں۔

فقال رسول اللہ نصرت یا عمرو ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء غزوۃ الفتح ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں۔

فقال رسول اللہ نصرت یا عمرو ابن سالم۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(زاد المعاد فی ھدی خیر العباد فصل فی الفتح الاعظم ج ۳ ص ۳۹۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں۔

فقال رسول اللہ ﷺ نصرت یا عمرو بن سالم۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(السیرۃ النبویہ غزوۃ الفتح الاعظم وکانت فی رمضان سنہ ثمان ج ۳ ص ۴۹۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

فقال رسول اللہ ﷺ نصرت یا عمرو ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(خصائص الکبری باب ما وقع فی فتح مکہ من المعجزات والخصائص ج ۱ ص ۴۳۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

الامام العالم العلامۃ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۴۶ھ لکھتے ہیں۔

عن میمونۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ ﷺ بات عندھا لیلۃ فقام لیتوضا للصلاۃ قالت فسمعتہ یقول لبیک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت نصرت ثلاثا فلما خرج قلت یارسول اللہ سمعتک تقول لبیک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت نصرت ثلاثا کانک تکلم انسانا فھل کان معک احد قال ھذا راجز بنی کعب یعنی خزاعۃ یزعم ان قریشا اعانت علیھم بکر بن وائل ای بطنامنھم وھو بنو نفالۃ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات میرے ہاں قیام کیا آپ ﷺ وضو کے لئے اٹھے تو میں نے آپ کو وضو کے دوران ارشاد فرماتے ہوئے سنا "میں حاضر ہوں مدد کو پہنچا میں تمہاری مدد کر دی گئی ہے جب آپ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو حالت وضو میں تین بار لبیک لبیک لبیک نصرت نصرت کہتے ہوئے سنا ہے۔ گویا آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی تھا۔ آپ ﷺ فرمایا یہ بنی کعب کا ایک فریادی تھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ قریش نے ان کے ایک ٹولہ بنو نفاثہ مدد کی ہے۔

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۷۷۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، سیرابن ہشام ج ۲ ص ۲۶۵)

محمد بن عبد الوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ لکھتے ہیں۔

فقال رسول اللہ ﷺ نصرت یا عمرو بن سالم۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔

(مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳۱ مطبوعہ دار القلم بیروت)

حاشیہ......☆

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں۔

اخرج الطبرانیی عن میمونة ام المومنین رضی اللہ عنہا قالت بات عندی رسول اللہ ﷺ لیلةً فقام لیتوضا للصلاۃ فسمعتہ یقول فی متوضنہ باللیل لبیک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت نصرت ثلاثا فلما خرج قلت یارسول اللہ سمعتک تقول فی متوضنک لبیک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت نصرت ثلاثا کانک تکلم انسانا فہل کان معک احد فقال ہذا راجز بنی کعب وہم بطن من خزاعة یستصر خنی الخ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات میرے ہاں قیام کیا آپ ﷺ وضو کے لئے اٹھے تو میں نے آپ کو وضو کے دوران ارشاد فرماتے ہوئے سنا "میں حاضر ہوں مدد کو پہنچا میں تمہاری مدد کردی گئی ہے جب آپ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو حالت وضو میں تین بار لبیک لبیک نصرت نصرت کہتے ہوئے سنا ہے۔ گویا آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی تھا۔ فرمایا ہاں بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا......

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا سعید بن عبدالرحمن التستری ثنا یحیی ابن سلیمان بن نضلة المدینی ثنا عمی محمد بن نضلة عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ قال حدثنی میمونة بنت الحارث ان رسول اللہ ﷺ بات عندہا فی لیلتہا ثم قام یتوضا للصلاۃ فسمعتہ یقول فی متوضنہ لبیک لبیک ثلاثا ونصرت ونصرت ثلاثا قالت فلما خرج قلت یارسول اللہ ﷺ بابی انت سمعتک تقول فی متوضنک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا کانک تکلم انسانا فہل کان معک احد قال ہذا راجز بنی کعب یستصرختی ویزعم ان قریشا اعانت علیہم بنی بکر الخ......

(المعجم الکبیر طبرانی ج ۲۳ ص ۴۳۳۔۴۳۴ رقم الحدیث ۱۰۵۲ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے طبرانی کبیر کے محشیٰ (جو کہ غیر مقلد ہے) نے مجمع الزوائد کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کی سند میں یحییٰ بن سلیمان نضلۃ ہے جو کہ ضعیف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جرح مبہم ہے جو کہ طے شدہ اصول کے مطابق قبول نہیں ہے۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے اس وجہ سے قبول نہیں ہے۔ دوم امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وذکرہ بن حبان فی الثقات۔

ترجمہ: یعنی امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(لسان المیزان ج ۶ ص ۲۶۱ مطبوعہ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت)

امام الحافظ عبداللہ بن عدی الجرجانی متوفی ۳۶۵ھ لکھتے ہیں۔

احادیث عامتہا مستقیمة۔

ترجمہ: اس کی عام احادیث مستقیم ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۷ ص ۲۵۵ برقم ۲۱۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس حدیث مبارکہ میں واضح ثبوت ہے کہ حضور ﷺ راجز رضی اللہ عنہ کو دیکھ بھی رہے تھے ان کی آواز بھی سن رہے تھے اور نصرت نصرت فرما کر ان کی مدد فرما رہے تھے۔ اس حدیث مبارکہ میں علم غیب مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ استمداد کا بھی ثبوت ہے۔ معلوم ہوا کہ

فان من جودک الدنیا وضرتها | ومن علومک علم اللوح والقلم

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری | بدرگاهش بیا وهرچه می خواهی تمنا کن!

(شرح خرپوتی علی البردہ ص ۲۱۸ نور محمد کتب خانہ کراچی)

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو۔ کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے۔ جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے اگر دنیا و آخرت کے خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رہے اور تین سو سال تک رہے پھر حضور ﷺ کے ذریعہ کعبہ پاک ہوا رب تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب میرا گھر کعبہ بغیر میرے محبوب کے مداوا کے پاک نہیں ہو سکتا۔ تو تمہارا دل ان کی نظر کرم کے بغیر پاک نہیں ہو سکتا۔

نور الانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے۔ هو الجود بالكونين والتوجه الى خالقها یعنی دونوں جہان اوروں کو بخش دینا اور خود خالق کی طرف متوجہ ہو جانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں دوسروں کو وہ ہی بخشے گا جو خود ان کا مالک ہوگا۔ ملکیت ثابت ہوئی۔

حاشیہ.....☆

آقا ﷺ اپنے غلاموں کی دستگیری فرماتے ہیں اور ان کے غموں کو دور فرماتے ہیں اور اس حدیث مبارکہ میں یہ بھی واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دور دراز مقام سے حضور ﷺ کو ندا بھی کرتے تھے اور مدد بھی طلب کرتے تھے۔

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا الحسين بن اسحاق التستری ثنا احمد بن يحيى الصوفي ثنا عبدالرحمن بن سهل حدثنی ابی عن عبدالله بن عيسى عن زيد بن علي عن عتبة بن غزوان عن نبي الله ﷺ قال اذا اضل احدكم شيئا او اراد احدكم عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عبادالله اغيثوني يا عبادالله اغيثوني...... وقد جرب ذلك۔

ترجمہ: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم کوئی چیز گم کر بیٹھو یا مدد کا ارادہ کرلو اور اگر تم ایسی جگہ پر ہو کہ وہاں پر تمہارا کوئی انیس نہیں ہے تو اس طرح کہنا چاہیے۔ اے اللہ کے بندوں میری فریاد رسی کرو اے اللہ کے بندو میری فریاد رسی کرو۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجرب ہے۔

(طبرانی کبیر ج ۱۷ ص ۱۱۷ رقم الحدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں۔

رجاله ثقات۔

ترجمہ: اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہے۔

(نزل الابرار ص ۳۳۵ مطبوعہ بیروت)

یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہیں:

(طبرانی کبیر ج ۱۰ ص ۲۱۷ رقم الحدیث ۱۰۵۱۸ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۴ ص ۳۴ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

شیخ عبدالحق کی ان عبارات نے فیصلہ کر دیا کہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو مال مانگو جنت مانگو جہنم سے پناہ مانگو بلکہ اللہ کو مانگو۔ ایک صوفی شاعر خوب فرماتے ہیں۔

محمد از تو می خواہم خدا را	خدایا از تو عشق مصطفی را
یا رسول اللہ میں آپ سے اللہ کو مانگتا ہوں	اور اے اللہ میں تجھ سے رسول اللہ کو مانگتا ہوں

حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دام ظلہم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولو انهم اذظلموا انفسهم جآء وك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔** (پارہ ۵ سورہ ۴ آیت نمبر ۶۴) اس کا ترجمہ ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کی بارگاہ میں آجاتے پھر خدا سے اپنی مغفرت مانگتے اور یہ رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے تو یہ لوگ آپ کے پاس اللہ کو پالیتے۔ مگر کس شان میں **توابا رحيما** تو بہ قبول فرمانے والا مہربان یعنی آپ کے پاس آنے سے ان کو خدا مل جاتا۔

اللہ کو بھی پایا مولیٰ تیری گلی میں

اشعۃ اللمعات کی طرح مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرمایا ہے کہ **فعطی لمن شآء ماشآء** حضور علیہ السلام جس کو جو چاہیں دے دیں تفسیر کبیر جلد سوم پارہ ۷ سورہ انعام زیر آیت ۸۸ **ولو اشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون** ہے۔

وثالثها الانبيآء وهم الذين اعطاهم الله تعالى من العلوم والمعارف ما لاجله يقدرون على التصرف فى بواطن الخلق وارواحهم وايضا اعطاهم من القدرة والمكنة ما لا يقدرون على التصرف فى ظواهر الخلق۔

ترجمہ: تیسرے ان میں انبیاء ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کو رب نے علوم اور معارف اس قدر دیئے ہیں۔ جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں اور ان کو اس قدر قدرت و قوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اسی تفسیر کبیر پارہ الم **واذ قال ربك للملئكة** (پارہ ۱ سورہ ۲ آیت نمبر ۳۰) کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے۔

اعينونى عباد الله يرحمكم الله۔

ترجمہ: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو رب تم پر رحم فرمائے۔

تفسیر روح البیان سورہ مائدہ پارہ ۶ زیر آیت ۳۳ **ويسعون فى الارض فسادا** ہے کہ شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں۔ مجھ کو رب نے قدرت دی ہے کہ میں آسمان کو زمین پر گرادوں اگر میں چاہوں تو تمام دنیا والوں کو ہلاک کردوں اللہ کی قدرت سے لیکن ہم اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۶۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مثنوی شریف میں ہے۔

اولیاء راہست قدرت از الہ	تیر جستہ باز گردانند زراہ
اولیاء کو اللہ سے یہ قدرت ملی ہے	کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کرلیں

اشعۃ اللمعات شروع باب زیارت القبور میں ہے۔

امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے درحیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات یکے از مشائخ گفتہ دیدم چہار کس راز مشائخ کہ تصرف می کنند درقبور خود مانند تصرفہا ایشاں درحیات خود یا بیشتر قومے مے گویند کہ امداد حی قومی تراست ومن مے گویم کہ امداد میت قوی تر واولیاء را تصرف دراکون حاصل است وآں نیست مگر ارواح ایشاں راوارواح باقی است۔

ترجمہ: امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہ ہی عمل درآمد کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے اور یہ نہیں ہے مگر ان کی روحوں کو کیونکہ ارواح باقی ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج۱ص۷۱۵مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حاشیہ مشکوۃ باب زیارت القبور میں ہے۔

واما الاستمداد باهل القبور في غير النبي عليه السلام او الانبيآء فقد انكره كثير من الفقهآء واثبته المشائخ الصوفية وبعض الفقهآء قال الامام الشافعي قبر موسى الكاظم ترياق مجرب لاجابة الدعاء وقال الامام الغزالي من يستمد في حياته يستمد بعد وفاته۔

ترجمہ: نبی علیہ السلام ودیگر انبیائے کرام کے علاوہ اور اہل قبور سے دعا مانگنے کا بہت سے فقہا نے ان کا کیا اور مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

(حاشیہ مشکوۃ شریف ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)،(احیاء العلوم ج۲ص۲۴۷مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ مصر)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ یا دیگر انبیائے کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ قبور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے علمائے ظاہرین نے ان کار کیا صوفیا کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔

حصن حصین ص۲۰۲ میں ہے۔

وان اراد عونا فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني۔

ترجمہ: جب مدد لینا چاہے تو کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(الحصن الحصین للجوری ص۲۲مطبوعہ مصر)

اس کی شرح الحرز الثمین میں ملا علی قاری اسی جگہ فرماتے ہیں۔

اذا انفلتت دآبة احدكم بارض فلاة فليناديا عباد الله احبسوا۔

ترجمہ: یعنی جب جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے تو آواز دو کہ اے اللہ کے بندو اسے روک دو۔

(الحرز الثمین شرح حصن حصین ص۲۰۲مطبوعہ مطبع المیریہ سعودی عرب مکۃ المکرمۃ)

عباد اللہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

المراد بهم الملئكة او المسلمون من الجن او رجال الغيب المسمون بابدال۔

ترجمہ: یعنی بندوں سے یا تو فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں۔
(الحرز الثمین شرح حصن حصین ص ۲۰۲ مطبوعہ مطبع المیریہ سعودی عرب مکہ المکرمۃ)

پھر فرماتے ہیں۔

هذا حديث حسن يحتاج اليه المسافرون وانه مجرب۔

ترجمہ: یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔
(الحرز الثمین شرح حصن حصین ص ۲۰۲ مطبوعہ مطبع المیریہ سعودی عرب مکہ المکرمۃ)

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز ص ۲۰ پر فرماتے ہیں۔

باید فهمید که استعانت از غیر بوجهے که اعتماد باشد اور اعوان الهی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است داو رایکے از مظاهر عون الهی دانسته وبکار خانه اسبابی وحکمت او تعالی در آں نموده بغیر استعانت ظاهر نماید دور از عرفان نخواهد بود ودر شرح نیز جائز وروا است در انبیاء واولیاء ایں نوع استعانت تعبیر کرده اند در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکه استعانت بحضرت حق است لا غیر۔

ترجمہ: سمجھنا چاہیے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا بھروسہ کے طریقہ پر کہ اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہے اس کو اللہ کی مدد کا ایک مظہر جان کر اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی تو عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں جائز ہے اور اس کو انبیاء و اولیاء کی مدد کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے غیر سے مدد مانگنا نہیں ہے لیکن اس کی مدد سے ہے۔
(تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۸ مطبوعہ دار الکتب دہلی)

تفسیر عزیزی سورہ بقرہ ص ۴۶۰ میں شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں۔

افعال عادی الهی رامثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق وشفاء مریض وامثال ذالك رامشر کان نسبت به ارواح خبیثه اصنام می نمایند و کافر می شوید۔ از تاثیر الهی یا خواص مخلوقات ادمی دانند ازا دویه و مغافیر یا دعائے لحاء بندگان او که مر از جناب اور در خواسته انجاج مطلب می کناند می مهمند ودر ایمان ایشاں خلل نمی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہوجاتے ہیں اور مسلمان ان امور کو حکم الٰہی یا اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ دوائیں یا مغافیر یا اس کے نیك بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔

بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب شیخ ابو العباس احمد زردنی کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاته — اذا ما مطی جور الزمان بنکبته

وان کنت فی ضیق و کرب وحشته — فناد بیاز روق ات بسرعته

ترجمہ: میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کو جمع کرنے والا ہوں جبکہ زمانہ کی مصیبتیں اس کو تکلیف دیں۔ اگر تو تنگی یا مصیبت یا وحشت

میں ہوتو پکارکر اے زروق میں فوراً آؤں گا۔

تفسیر کبیر وروح البیان وخازن میں سورہ یوسف زیرآیت فلبث فی السجن بضع سنین (پارہ ۱۲ سورہ ۱۲ آیت نمبر ۴۲) (تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۲۴۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت) ہے الا ستعانہ بالناس فی دفع الضرر والظلم جائزۃ اور خازن زیرآیت ۴۲ فانساہ الشیطٰن میں ہے الاستعانتہ بالمخلوق فی دفع الضرر جائز مصیبت دور کرنے کے لئے مخلوق سے مدد لینا جائز ہے۔ درمختار جلد سوم باب اللقطہ کے آخر میں گمی ہوئی چیز تلاش کرنے کے لئے ایک عمل لکھا۔

ان الانسان اذا ضاع لہ شیئی واراد ان یردہ اللہ علیہ فلیقف علی مکان عال مستقبل القبلة و یقرء الفاتحة ویھدی ثوابھا للنبی علیہ السلام ثم یھدی ثوابھا لسیدی احمد ابن علوان یقول یا سیدی یا احمد ابن علوان ان لم ترد علی ضالتی والا نزعتك من دیوان الاولیاء فان اللہ یرد ضالته ببرکته۔

ترجمہ: جس کسی کی کوئی چیز گم ہوجاوے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملادے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کرکے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ السلام کو ہدیہ کرے پھر سیدی احمد ابن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال دوں گا۔ پس خدا تعالیٰ اس کی گمی ہوئی چیز ان کی برکت سے ملاوے گا۔

(ردالمحتار باب اللقطہ ج ۳ ص ۳۲۴ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اس دعا میں سید احمد ابن علوان کو پکارا بھی ان سے مدد مانگی ان سے گمی ہوئی چیز بھی طلب کی اور یہ دعا کس نے بتائی حنفیوں کے فقیہ اعظم صاحب درمختار نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

یا اکرم الثقلین یا کنز الورٰی | بدلی بجودك وارضی برضاك
انا طامع بالجود منك لم یکن | لابی حنیفتہ فی الانام سواك

اے موجودات سے اکرم اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی آپ راضی فرمائیے۔ میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔ اس میں حضور علیہ السلام سے صریح مدد لی گئی ہے۔ قصیدہ بردہ میں ہے۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ | سواك عند حلول الحادث العمم
اے تمام مخلوق سے بہتر میرا آپ کے سوا کوئی | جس کی میں پناہ لوں مصیبت کے وقت نہیں

(شرح الخرپوتی علی البردہ ص ۱۱۸ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اگر ہم ان علماء وفقہاء کا کلام جمع کریں۔ جس میں انہوں نے حضور علیہ السلام سے مدد مانگی ہے۔ تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں صرف اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ نیز ہم سفر برائے زیارت قبور میں شامی کی عبارت نقل کریں گے۔ جس میں امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آتا ہوں ان کی برکت سے کام ہوجاتا ہے۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۸۹ مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ)، (تانیب الخطیب ص ۱۹ مطبوعہ مکتبہ ملتان)

(امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اخبرنا القاضی ابوعبداللہ الحسین ابن علی بن محمد الصمیری قال انبانا عمر بن ابراھیم المقری قال نبانا مکرم بن احمد قال نبانا عمر بن اسحاق بن ابراھیم قال نبانا علی بن میمون قال سمعت الشافعی یقول انی لاتبرك بابی حنیفة واجئی الی قبرہ فی کل یوم یعنی زائر فاذا عرضت لی حاجته صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ سالت اللہ تعالیٰ الحاجته عندہ فما تبعد عنی حتیٰ تقضی۔

ترجمہ: حضرت علی بن میمون نے فرمایا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ بے شک میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں اور ہر روز ان کی قبر کی زیارت کے لئے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری دیتا ہوں اور قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو وہ میری حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

(تاریخ بغداد ج ا ص ۱۲۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت سعید اللہ غفر اللہ)

نزہتہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر مصنفہ ملا علی قاری ص ۶۱ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا۔

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادانی باسمی فی شدة فرجت عنه و من توسل بی الی الله فی حاجة قضیت۔

ترجمہ: یعنی جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

(بہجۃ الاسرار ص ۱۰۲ مطبوعہ مکتبہ مصطفی البابی مصر)

پھر اسی جگہ ہے کہ حضور غوث پاک نماز غوثیہ کی ترکیب بتاتے ہیں کہ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں ۱۱۔۱۱ بار سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیر کر ۱۱ بار صلوٰۃ و سلام پڑھے پھر بغداد کی طرف (جانب شمال) ۱۱ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور دو شعر پڑھے۔

ایدر کنی ضیم وانت ذخیرتی	واظلم فی الدنیا وانت نصیری
دعار علی حامی الحمی وهو منجدی	اذا ضاع فی البیداء عقال بغیری

یہ کہہ کر ملا علی قاری فرماتے ہیں **وقد جرب ذالك مرامراً افصح** یعنی بار ہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا۔ درست نکلا کہیئے کہ حضور غوث پاک مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ مصیبت کے وقت مجھ سے مدد مانگو اور حنفیوں کے بڑے معتبر عالم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسے بغیر تردید نقل فرما کر فرماتے ہیں کہ اس کا تجربہ کیا گیا بالکل صحیح ہے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔

یہاں تک تو ہم نے قرآنی آیات اور احادیث اور اقوال فقہاء و علماء و مشائخ سے ثبوت دیا اب خود منع کرنے والوں کے اقوال سے ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمود حسن صاحب دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے ترجمہ قرآن میں جس کے چار پاروں کا حاشیہ انہوں نے لکھا باقی کا مولوی شبیر احمد صاحب نے۔ اس میں ایاک نستعین کے ماتحت فرماتے ہیں "ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے۔ کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے"

(تفسیر عثمانی ج ا ص ۴ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

بس فیصلہ ہی کر دیا۔ یہ ہی ہمارا دعویٰ ہے کوئی مسلمان بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں جانتا نہ خدا کا فرزند محض وسیلہ مانتا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۶۴ پر ایک سوال و جواب ہے۔

سوال:۔ اشعار اس مضمون کے پڑھنے "یا رسول اللہ کبریا فریاد ہے" "یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے۔ مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ۔ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے۔ کیسے ہیں۔

الجواب:۔ ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرمادیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۵ پر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ ان اشعار کو بطور وظیفہ یا ورد پڑھنا کیسا ہے۔

یارسول اللہ انظر حالنا یارسول اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ھم مغرق خذیدی سھل لنا اشکالنا

یا قصیدہ بردہ کا یہ شعر وظیفہ کرنا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواك عند حلول الحادث العمم

جواب دیا کہ ایسے کلمات کو نظم ہوں یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزہی ہے کفر وفسق نہیں۔

ان دونوں عبارتوں میں حضور علیہ السلام سے مدد مانگنے کو کفر وشرک نہیں بلکہ جائز زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزہی کہا۔ قصائد قاسمی میں مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(القصائد القاسمیہ ۵۔۷۔۸ مطبوعہ ملتان)

اس میں حضور علیہ السلام سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے آپ کے سوا میرا کوئی بھی حامی نہیں یعنی خدا کو بھی بھول گئے۔ ترجمہ صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ صفحہ ۱۰۳ پر مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔

(صراط مستقیم ص ۶۰ مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ دیوبند انڈیا)

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۹ میں ہے۔ اور بعض روایات میں جو آیا ہے۔ اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کتاب البدعات ج ۱ ص ۹۹ مطبوعہ محمد علی کارخانہ کراچی)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگلوں میں کچھ اللہ کے بندے کی طرف سے اسی لئے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں ان سے مدد مانگنا جائز ہے مدعی ہمارا بھی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد جائز ہے۔ رہا یہ فیصلہ کہ نبی کریم ﷺ مدد فرماسکتے ہیں یا کہ نہیں ہم اس کے متعلق بہت کچھ عرض کرچکے اور آئندہ عقلی دلائل میں بھی بیان کرینگے۔

مولوی محمود حسن ادلہ کاملہ میں صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں۔ "آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل ومہر آپ کے ذمہ واجب الادا نہ تھا۔ صراط مستقیم دوسری ہدایت کا پہلا افادہ صفحہ ۶۰ میں مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں۔ "اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور

وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت وغوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

(صراط مستقیم ص ۶۰ مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ دیوبند انڈیا)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ سلطنت امیری ولایت غوثیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کو ملتی ہے دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب میں فرماتے ہیں اس مرتبہ میں پہنچکر بندہ خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچا تا ہے اور ظاہر میں بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس کو برزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب وامکان مساوی ہیں۔ کسی کو کسی پر غلبہ نہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ (ضیاء القلوب مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند صفحہ ۲۹ کے مراتب کا بیان) غور کرو پیر صاحب نے بندہ کو باطن میں خدا مان لیا عالم میں متصرف۔

یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ راولپنڈی میں خبر شائع ہوئی کہ صدر پاکستان محمد ایوب خاں صاحب جب امریکہ کے دورے پر کراچی سے روانہ ہوئے تو مولانا احتشام الحق صاحب دیوبندی نے صدر کے بازو پر امام ضامن باندھا اور ۱۰ جولائی ۶۱ دوشنبہ کے جنگ میں مولانا کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں۔ امام ضامن کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم امام حسین کے نام روپیہ مسافر کے بازو پر باندھتے ہیں امام ضامن اس کے ضامن ہیں۔ ان کے سپرد کرتے ہیں۔ جب مسافر بخیریت واپس آوے تب اس روپیہ کی فاتحہ امام حسین کے نام کی کی جاوے جن کے سپرد مسافر کیا گیا تھا۔ دیکھو اس میں امام حسین کی مدد بھی لی گئی۔ ان کی فاتحہ بھی کی گئی ان کی نذر بھی مانی گئی۔ جناب صدر کو ان کے سپرد بھی کیا سبحان اللہ کیسا ایمان افروز کام ہے خدا کا شکر ہے کہ دیوبندی بھی اس کے قائل ہو گئے۔

امداد الفتاویٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب جلد ۴ کتاب العقائد والکلام صفحہ ۹۹ میں ہے جو استعانت و استمداد باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت"

(امداد الفتاویٰ کتاب العقائد والکلام ج ۴ ص ۹۹ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی)

بس فیصلہ ہی فرما دیا کہ مخلوق کو غیر مستقل قدرت مان کر ان سے استمداد جائز ہے۔ اگرچہ میت ہی سے مانگی جائے یہ ہی ہم کہتے ہیں۔

مولوی اشرف علی صاحب نے اپنی کتاب نشر الطیب کے آخر میں شیم الحبیب کے عربی کے اشعار کا ترجمہ کیا جس کا نام شیم الطیب رکھا۔ جس میں حضور علیہ السلام سے بے دریغ امداد مانگی اشعار حسب ذیل ہیں۔

شیم الطیب ترجمہ شیم الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی صفحہ ۱۴۵۔

یا شفیع العباد خذ بیدی	. . فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میری نبی	کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجاء سواک اغث	مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ	فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی!
غشنی الدھر ابن عبداللہ	کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف	اے مرے مولیٰ خبر لیجئے مری
نام احمد چوں حصینے شد حصین	پس چہ باشد ذات آں روح الامین

(نشر الطیب فی ذکر ابن الحبیب ص ۱۸۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دوسرا باب

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کا عقلی ثبوت

دنیا آخرت کا نمونہ ہے اور یہاں کے کاروبار اس عالم کے کاروبار کا پتہ دیتے ہیں اسی لئے قرآن کریم نے حشر نشر اور رب کا الوہیت کو دنیاوی مثالوں سے ثابت فرمایا ہے۔ مثلاً فرمایا کہ خشک زمین پر بارش پڑتی ہے تو پھر سبزہ زار بن جاتی ہے۔ اسی طرح بے جان جسموں کو دوبارہ حیات دی جاوے گی نیز فرمایا کہ تم گوارا نہیں کرتے کہ تمہارے غلاموں میں کوئی اور شریک ہو تو ہماری ملکیت میں بتوں وغیرہ کو کیوں شریک مانتے ہو۔ غرضکہ دنیا آخرت کا نمونہ ہے اور دنیا میں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں کے بادشاہ ہر کام خود اپنے ہاتھ سے نہیں کرتے۔ بلکہ سلطنت کے کاموں کے لئے محکمہ بنا دیتے ہیں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں کے بادشاہ ہر کام خود اپنے ہاتھ سے نہیں کرتے۔ بلکہ سلطنت کے کاموں کے لئے محکمہ بنا دیتے ہیں اور ہر محکمہ میں مختلف حیثیت کے لوگ رکھتے ہیں کوئی افسر اور کوئی ماتحت۔ پھر ان تمام محکموں کا مختار یا حاکم اعلیٰ وزیر اعظم کو منتخب کرتے ہیں۔ یعنی ہر کام بادشاہ کی مرضی اس کے منشاء سے ہوتا ہے۔ لیکن بلا واسطہ اس کے ہاتھ سے نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ بادشاہ مجبوری کی وجہ سے اپنا عملہ رکھتا ہے کیونکہ بادشاہ خود پانی پی سکتا ہے۔ اپنی اکثر ضروریات زندگی خود انجام دے سکتا ہے لیکن رعب کا تقاضا ہے کہ ہر کام خدام سے لیا جاوے اور رعایہ کو ہدایت ہوتی ہے کہ اپنی ضروریات کے وقت ان مقرر کردہ حکام کی طرف رجوع کرو۔ بیماری میں شفاخانہ جا کر ڈاکٹر سے کہو۔ مقدمات میں کچہری جا کر جج سے وکلاء کے ذریعہ سے کہو وغیرہ وغیرہ ان مصائب میں رعایا کا ان حکام کی طرف جانا بادشاہ کی بغاوت نہیں ہے بلکہ یہ عین اس کی منشاء کے مطابق ہے کہ اس نے ان کو حکام اسی لئے مقرر کیا ہے۔ ہاں اگر یہ رعایا دوسرے کو اپنا بادشاہ بنا کر اس سے مدد کے طالب ہوں تو اب باغی ہے کیونکہ شاہی انتخاب والوں کو چھوڑا اور غیر کو اپنا حاکم مانا۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو سمجھو کہ یہ ہی طریقہ سلطنت الٰہیہ کا ہے کہ وہ قادر ہے کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرما دے مگر ایسا نہیں کرتا بلکہ انتظام عالم کے لئے ملائکہ وغیرہم کو مقرر فرمایا اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیئے۔ جان نکالنے والوں کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل ہیں۔ اسی طرح انسان کی حفاظت رزق پہنچانا بارش برسانا ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا۔ ان کی تقدیر لکھنا مدفون میتوں سے سوالات کرنا۔ صور پھونک کر مردوں کو زندہ کرنا۔ اور قیامت قائم کرنا۔ پھر قیامت میں جنت و دوزخ کا انتظام کرنا۔ غرضکہ دنیا و آخرت کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرما دیئے۔

اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے۔ کتب تصوف دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کے ذمہ کون کون سے کام ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔ نہیں بلکہ آئین سلطنت کا یہ ہی تقاضا ہے پھر ان حضرات کو خصوصی اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں یہ محض ہمارا قیاس نہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث اس پر شاہد ہیں۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم سے کہا۔

قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا۔

ترجمہ: اے مریم میں تمہارے رب کا قاصد ہوں۔ آیا ہوں تا کہ تم کو پاک فرزند دوں۔

(پارہ ۱۶ سورہ ۱۹ آیت نمبر ۱۹)

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل بیٹا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ۔
ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔
(پارہ۳سورہ۳آیت نمبر۴۹)

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح باذن الٰہی بے جان کو جان بخشتے ہیں۔
قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم۔
ترجمہ: فرمادو کہ تم کو ملک الموت وفات دینگے جو تم پر مقرر کیے گئے ہیں۔
(پارہ۲۱سورہ۳۲آیت نمبر۱۱)

معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل جاندار کو بے جان کرتے ہیں۔ اور بھی اس قسم کی بہت سی آیات ملیں گی جس میں خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرماتا ہے۔
ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔
ترجمہ: ہمارے محبوب ان کو پاک فرماتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔
(پارہ۴سورہ۳آیت نمبر۱۶۴)

اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ۔
ترجمہ: ان کو اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔
(پارہ۱۰سورہ۹آیت نمبر۷۴)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر گندگی سے پاک بھی فرماتے ہیں اور فقیروں کو غنی بھی کرتے ہیں۔
خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔
ترجمہ: آپ ان کے مالوں سے صدقے وصول فرمائیے اور اس سے ان کو پاک فرما دیجئے۔
(پارہ۱۱سورہ۹آیت نمبر۱۰۳)

معلوم ہوا کہ وہ ہی عمل خدا کے یہاں قبول ہے جو بارگاہ رسالت میں منظور ہو جائے۔
ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ۔
ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا۔ اگر وہ اس پر راضی ہوتی جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے نہ اللہ ہم کو کافی ہے اب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول دیں گے۔
(پارہ۱۰سورہ۹آیت نمبر۵۹)

معلوم ہوا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیتے ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم کو رسول اللہ عزت دیتے ہیں مال واولاد دیتے ہیں تو صحیح ہے کیونکہ آیات نے یہ بتایا لیکن مقصد وہ ہی ہوگا کہ یہ حضرات حکومت الٰہیہ کے حکام ہیں رب تعالیٰ نے ان کو دیا یہ ہم کو دیتے ہیں۔ اسی طرح مصیبت کے وقت اولیاء اللہ یا انبیائے کرام سے مدد مانگنا بھی اسی طرح ہوا۔ جس طرح کہ بیماری اور مقدمہ میں بادشاہ کی رعایا ڈاکٹر یا حاکم سے مدد مانگتی ہے۔ قرآن نے فرمایا۔
ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔
ترجمہ: اگر یہ گنہگار اپنی جانوں پر ظلم کرکے اے محبوب تمہارے پاس آجاتے اور پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور اے محبوب آپ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔
(پارہ۵سورہ۴آیت نمبر۶۴)

عالمگیری کتاب الحج باب آداب زیارۃ قبر النبی میں فرماتے ہیں کہ اب بھی جب زائر روضہ پاک پر حاضر ہو تو یہ آیت پڑھے۔ یہ تو دنیا میں تھا۔ قبر میں تین سوال نکرین کرتے ہیں۔ اول تو من ربک تیرا رب کون ہے؟ بندہ کہتا ہے کہ اللہ۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا؟ بندہ کہتا ہے کہ اسلام۔ ان سوالوں میں اسلام کی ساری باتیں آگئیں۔ مگر ابھی پاس نہیں ہوا۔ بلکہ آخری سوال ہوتا ہے کہ اس سبز گنبد والے آقا کو تو کیا کہتا ہے؟ جب یہ صراحۃً کہلوالیا کہ ہاں میں ان کو پہچانتا ہوں۔ یہ میرے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں تب سوالات ختم ہوتے ہیں تو قبر میں ان کے نام کی امداد سے نجات ہوئی۔ قیامت میں لوگ تنگ آکر شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے جب حضور علیہ السلام کے دروازے تک پہنچ جائیں گے۔ تب حساب وکتاب شروع ہوگا۔ وہ بھی حضور کی شفاعت سے معلوم ہوا کہ رب کو یہ منظور ہے کہ سارا عالم حضور علیہ السلام کا ہی محتاج رہے یہاں بھی قبر میں بھی اور حشر میں بھی۔ اسی لئے فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ تم رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ یعنی ہر جگہ وسیلہ مصطفیٰ علیہ السلام کی ضرورت ہے۔

اگر یہاں وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہی کا وسیلہ مراد ہو تو ہم جیسے گنہگار بدعمل اور مسلمانوں کے لئے دیوانے اور وہ جو ایمان لاتے ہی مرجاویں وہ سب بے وسیلہ ہی رہ جاویں۔ نیز نیک اعمال بھی تو حضور ہی کے طفیل سے حاصل ہوں گے۔ پھر بھی بالواسطہ حضور ہی کا وسیلہ ضروری ہوا۔ نبی کے وسیلہ کے کفار بھی قائل تھے۔ وکانوا یستفتحون علی الذین کفروا (پارہ ا سورہ ۲ آیت نمبر ۸۹) کعبہ معظمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بتوں سے پاک ہوا اور حضور ہی کے وسیلہ سے قبلہ بنا فلنو لینک قبلۃ ترضھا۔ (پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۴۴) بلکہ حضور ہی کے وسیلہ سے قرآن قرآن کہلایا۔ اور قرآن کی آیات حضور کے مکی مدنی ہونے سے مکی مدنی ہیں ورنہ وہ تو عرشی ہیں۔

شیطان بلاواسطہ انبیاء رب تک پہنچنا چاہتا ہے تو شہاب سے ماردیا جاتا ہے اگر مدینہ کے راستہ سے جاتا تو ہرگز نہ مارا جاتا۔ یہ ہی نتیجہ ان کا بھی ہوگا جو کہتے ہیں خدا کو مان خدا کے سوا کسی کو نہ مان۔

ہماری اس تقریر سے اتنا معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا یا ان کو حاجت روا جاننا نہ شرک ہے اور نہ خدا کی بغاوت بلکہ عین قانون اسلامی اور منشاء الٰہی کے بالکل مطابق ہے جناب معراج میں نماز اولاً پچاس وقت کی فرض فرمائی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر کم کرتے کرتے پانچ رکھیں آخر کیوں؟ اسی لئے کہ مخلوق جانے کہ نماز پچاس کی پانچ رہیں۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی مدد شامل ہے۔ یعنی اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں۔ رہا مشرکین کا اپنے بتوں سے مدد مانگنا یہ بالکل شرک ہے دو وجہ سے۔ اولاً تو اس لئے کہ وہ ان بتوں میں خدائی اثر اور ان کو جھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے ہیں۔ اس لئے ان کو الہ یا شرکاء کہتے ہیں یعنی ان بتوں کو اللہ کا بندہ اور پھر الوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی عیسائی اللہ کا بندہ ہونے کے ساتھ ابن اللہ یا ثالث ثلثہ یا عین اللہ مانتے ہیں مومن ان اولیاء وانبیاء کو محض بندہ ہی مان کر اس کو اس طرح کا حاجت روا مانتے ہیں۔ جیسے اہل دیوبند مالداروں کو مدرسہ کا معاون ومددگار یا طبیب وحاکم کو مختار حکومت تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ بتوں کو رب تعالیٰ نے یہ اختیارات نہ دیئے وہ اپنی طرف سے ان کو اپنا مختار مان کر ان سے مدد وغیرہ طلب کرتے ہیں لہٰذا وہ مجرم بھی ہیں اور اللہ کے باغی بندے بھی۔ جس کی بہترین مثال ابھی ہم دے چکے ہیں اس فرق کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے ملحوظ رکھ کر فیصلہ فرمایا ہے بلاتشبیہ ایک بت پرست پتھر کی طرف سجدہ کرتا ہے مشرک ہے کہ اس کا فعل اپنی ایجاد سے ہے اور مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہاں بھی پتھر ہی کی عمارت ہے مگر مشرک نہیں کیونکہ اس کا سجدہ حقیقت میں خدا کو ہے نہ کہ کعبہ کو اور حکم الٰہی سے ہے مشرک کا سجدہ خلاف حکم الٰہی پتھر کو ہے یہ فرق ضروری ہے۔ گنگا کے پانی کی تعظیم کرنا کفر ہے مگر آب زمزم کی تعظیم ایمان۔ مندر کے پتھر کی تعظیم شرک ہے مگر مقام ابراہیم کی تعظیم ایمان حالانکہ وہ بھی پتھر ہی ہے۔

دوسرا باب

استمداد اولیاء اللہ پر اعتراضات کے بیان میں

اس مسئلہ پر مخالفین کے چند مشہور اعتراضات ہیں وہ ہی ہر جگہ بیان کرتے ہیں۔

اعتراض:۔ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔
لااغنی عنك من الله شیئا۔

ترجمہ: میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔

(مشکوۃ المصابیح باب الانذار والتحذیر الفصل الاول ص ۴۶۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

جب آپ سے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی مدد نہ ہو سکی تو دوسروں کی کیا ہوگی؟

جواب:۔ یہ اول تبلیغ کا واقعہ ہے مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو میں خدا کے مقابل ہو کر تم سے عذاب دور نہیں کرسکتا۔ دیکھو پسر نوح۔ یہاں اسی لئے من اللہ فرمایا۔ مسلمانوں کی حضور ہر جگہ امداد فرمائیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقون (پارہ ۲۵ سورہ ۴۳ آیت نمبر ۶۷) پرہیزگاروں کے سوا سارے دوست قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے حضور علیہ الصلوۃ والسلام گناہ کبیرہ والوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے گرتوں کو سنبھالیں گے۔ شامی باب غسل المیت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت میں سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے سوا میرے نسب اور رشتہ کے۔ واقعی دیوبندیوں کی حضور مدد نہ فرمائیں گے۔ ہم چونکہ بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہیں ہماری مدد ضرور فرمائیں گے۔

اعتراض:۔ ایاك نعبد ایاك نستعین۔

ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

(پارہ ۱ سورہ ۱ آیت نمبر ۴)

معلوم ہوا کہ عبادت کی طرح مدد مانگنا بھی خدا سے ہی خاص ہے جب غیر خدا کی عبادت شرک۔ تو غیر خدا کی استمداد بھی شرک۔

جواب:۔ اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الٰہی سمجھ کر ہے جیسے کہ قرآن میں ہے۔ ان الحکم الا لله (پارہ ۷ سورہ ۶ آیت نمبر ۵۷) نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔ یا فرمایا گیا له ما فی السموت وما فی الارض اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان و زمین کی چیزیں۔ پھر ہم حکام کو حکم بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں۔ یعنی آیت سے مراد ہے حقیقی حکم اور حقیقی ملکیت مگر بندوں کے لئے یہ عطائے الٰہی۔

نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اور مدد مانگنے میں تعلق کیا ہے؟ کہ اس آیت میں ان دونوں کو جمع کیا گیا۔ تعلق یہ ہی ہے کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ بھی عبادت ہی کی ایک شاخ ہے۔ بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں کہ "کالی مائی تیری دہائی" وغیرہ اس لئے ان دونوں کو جمع کیا گیا۔ اگر آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ نہ تو صحابہ کرام اور نہ قرآن کے ماننے والے اور نہ خود مخالفین۔ ہم اس کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں۔ اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لئے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ دائی کی مدد سے پیدا ہوئے ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی۔ استاد کی مدد سے علم سیکھا۔ مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری اہل قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔ پھر غسال اور درزی کی مدد سے غسل ملا اور کفن پہنا۔ گورکن کی مدد سے قبر کھدی۔ مسلمانوں کی مدد سے زیر خاک دفن ہوئے پھر اہل قرابت کی مدد سے بعد مرنے ایصال ثواب ہوا۔ پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے اس آیت میں کوئی قید نہیں ہے کہ کس سے مدد اور کس وقت۔

اعتراض: ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر (پارہ ۱ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۰۷) معلوم ہوا کہ رب کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ مددگار۔

جواب: ۔ یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں۔ بلکہ ولی من دون اللہ کی نفی ہے۔ جنہیں کفار نے اپنا ناصر و مددگار مان رکھا تھا یعنی بت و شیاطین ولی اللہ وہ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا۔ جیسے انبیاء و اولیاء وائسرائے لندن سے حکومت کرنے کے لئے منتخب ہو کر آتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو خود ساختہ حاکم مان لے وہ مجرم ہے۔ سلطانی حکام کو مانو، خود ساختہ حاکموں سے بچو۔ ایسے ہی ربانی حکام سے مدد لو گھریلو ناصرین سے بچو موسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ۔

اذھب الی فرعون انہ طغی۔

ترجمہ: فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا۔

(پارہ ۱۶ سورہ ۲۰ آیت نمبر ۲۴)

آپ نے عرض کیا:

واجعل لی وزیراً من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری۔

ترجمہ: مولیٰ حضرت ہارون کو میرا وزیر بنا دے جس سے میرے بازو کو قوت ہو۔

(پارہ ۱۶ سورہ ۲۰ آیت نمبر ۲۹۔۳۰۔۳۱)

رب تعالیٰ نے بھی نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کسی اور کا سہارا کیوں لیا؟ بلکہ منظور فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا سہارا لینا طریقہ انبیاء ہے۔

اعتراض: ۔ درمختار باب المرتدین کرامات اولیاء میں ہے کہ قول شیئاً للہ قیل یکفرہ معلوم ہوا کہ یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا کفر ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار باب المرتد مطلب فی کرامات الاولیاء ج ۳ ص ۳۳۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جواب: ۔ یہاں شیئاً للہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی حاجت روائی کے لئے کچھ دو۔ رب تعالیٰ تمہارا محتاج ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ یتیم کے لئے کچھ دو۔ یہ معنی واقعی کفر ہیں۔ اس کی شرح میں شامی نے فرمایا۔ اما آن قصد المعنی الصحیح فالظاھر انہ لاباس بہ۔

(ردالمحتار علی درالمختار باب المرتد مطلب فی کرامات الاولیاء ج ۳ ص ۳۳۰۔۳۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یعنی اگر اس سے صحیح معنی کی نیت کی کہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دو یہ جائز ہے اور ہمارے نزدیک شیئا للہ کا یہی مطلب ہے۔

اعتراض: ۔

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے   جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے!

جواب: ۔

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے   جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے

توسل کہہ نہیں سکتے خدا سے   اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

اعتراض: ۔ خدا کے بندے ہو کر غیر کے پاس کیوں جائیں؟ ہم اس کے بندے ہیں چاہیئے کہ اسی سے حاجتیں مانگیں۔ (تقویۃ الایمان)

جواب: ۔ ہم خدا کے بندہ خدا کے حکم سے خدا کے بندوں کے پاس جاتے ہیں۔ قرآن بھیج رہا ہے۔ دیکھو گزشتہ تقریر۔ اور خدا نے ان بندوں کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے۔

حاکم حکیم دارو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں   مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے!

اعتراض:۔ قرآن کریم نے کفار کا کفر یہ بیان کیا ہے کہ وہ بتوں سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ بتوں سے مدد مانگ کر مشرک ہوئے اور تم اولیاء سے۔

جواب:۔ اور تم بھی مشرک ہوئے اغنیاء پولیس اور حاکم سے مدد مانگ کر، یہ فرق ہم اپنی عقلی تقریر میں بیان کر چکے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا۔

ترجمہ: جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ اس کا مددگار کوئی نہیں۔

(پارہ ۵ سورہ ۴ آیت نمبر ۵۲)

مومن پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہے اس کے لئے رب تعالیٰ نے بہت مددگار بنائے۔

اعتراض:۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت خلیل نے آگ میں پہنچ کر حضرت جبریل کے پوچھنے پر بھی ان سے مدد نہ مانگی۔ بلکہ فرمایا کہ اے جبریل تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا جائز ہوتا تو ایسی شدت میں خلیل اللہ جبریل سے کیوں مدد نہ طلب کرتے۔

جواب:۔ یہ وقت امتحان تھا اندیشہ تھا کہ حرف شکایت منہ سے نکلنا رب کو ناپسند ہوگا۔ اسی لئے خلیل اللہ نے اس وقت خدا سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا کہ اے جبریل تم سے کچھ حاجت نہیں اور جس سے ہے وہ خود جانتا ہے جیسے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر اس مصیبت کے دفع ہونے کی کسی نے بھی دعا نہ کی نہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ حضرت مرتضیٰ نے نہ حضرت فاطمہ زہرا نے رضی اللہ عنہما۔

اعتراض:۔ زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے نہیں۔ کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مردہ میں نہیں لہذا یہ شرک ہے۔

جواب:۔ قرآن میں ہے وایاک نستعین (پارہ ۱ سورہ ۱ آیت نمبر ۴) ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں۔ کیا زندہ کی عبادت جائز ہے مردے کی نہیں؟ جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی استمداد بھی مطلقاً شرک ہونی چاہیے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے ڈھائی ہزار برس بعد امت مصطفیٰ ﷺ کی یہ مدد فرمائی کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کی بجائے پانچ کرا دیں۔ رب تعالیٰ جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی مگر بزرگان دین کی مدد کے لئے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دعا سے پانچ مقرر فرمائیں۔ استمداد کے منکرین کو چاہیے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں۔ کیونکہ پانچ میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے۔

نیز قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموت بل احیاء ولکن لاتشعرون۔

ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم احساس نہیں کرتے۔

(پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۵۴)

جب یہ زندہ ہوئے تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو شہداء کے بارے میں ہے جو کہ تلوار سے راہ خدا میں مارے جاویں گے۔ مگر یہ بلاوجہ زیادتی ہے اس لئے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں ہے جو حضرات عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ (روح البیان) اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے جل جاوے طاعون میں مرے عورت زچگی کی حالت میں مرے۔ طالب علم مسافر وغیرہ سب شہید ہیں۔ نیز اگر صرف تلوار سے مقتول تو زندہ ہوں باقی سب مردے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ مردہ ماننا لازم آوے گا۔ حالانکہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں۔ نیز زندہ اور مردے سے مدد مانگنے کی تحقیق بہ ہم ثبوت استمداد میں کر چکے ہیں کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد لی جا سکتی ہے بعد موت بھی اس سے مدد مانگی جاوے اور اس کی کچھ تحقیق بوسہ تبرکات اور سفر زیارت قبور میں بھی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر صاوی آخر سورہ قصص ولا تدع مع اللہ الہا اخر (پارہ ۲۰ سورہ ۲۸ آیت نمبر ۸۸) کی تفسیر میں ہے۔

فحینئذ فلیس فی الایة دلیل علی ما زعمه الخوارج من ان الطلب من الغیر حیا و میتا شرك فانه جهل مرکب لان سوال الغیر من اجراء الله النفع او النصر علی یده قد یکون واجبا لانه من التمسك بالاسباب ولاینکر الاسباب الا جحودا او جهولا۔

ترجمہ: یعنی یہاں لاتدع کے معنی ہیں نہ پوجو لہٰذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے۔ خارجیوں کی یہ بکواس اس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعہ سے نفع نقصان دے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔

(تفسیر صاوی ج ۴ ص ۳۰۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں (۱) غیر خدا سے مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہوتا ہے (۲) اس طلب کا انکار خارجی کرتے ہیں (۳) لاتدع میں پوجنے کی نفی ہے نہ کہ پکارنے کی یا مدد مانگنے کی۔

اعتراض:۔ بزرگان دین کو دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں چل پھر نہیں سکتے اور بعد وفات بالکل بے دست و پا ہیں پھر ایسے کمزوروں سے مدد لینا بتوں سے مدد لینے کی طرح لغو ہے۔ اس کی برائی رب تعالیٰ نے بیان کی کہ وان یسلبهم الذباب شیئاً لایستقذوه منه (پارہ ۱۷ سورہ ۲۲ آیت نمبر ۷۳) یہ اولیاء اپنی قبروں سے مکھی بھی دفع نہیں کر سکتے۔ ہماری کیا مدد کریں گے۔

جواب:۔ یہ تمام کمزوریاں اس جسم خاکی پر اس لئے طاری ہوتی ہیں کہ اس کا تعلق روح ہے کمزور ہو گیا روح میں کوئی کمزوری نہیں بلکہ بعد موت اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے کہ قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتی اور قدموں کی آواز سنتی ہے۔ خصوصاً ارواح انبیاء رب تعالیٰ نے فرمایا ہے وللاخرة خیر لك من الاولی (پارہ ۳۰ سورہ ۹۳ آیت نمبر ۴) پچھلی گھڑی گزشتہ گھڑی سے آپ کے لئے بہتر ہے اور استمداد ولی کی روح سے ہے۔ نہ جسم عنصری سے کفار جن سے مدد مانگتے ہیں وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں نیز وہ پتھروں کو اپنا مددگار جانتے ہیں جن میں روح بالکل نہیں۔

تفسیر روح البیان پارہ ۱۰ سورہ ۹ آیت ۳۷ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۲۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) یحلونه عاماً و یحرمونه عاماً کی تفسیر میں ہے کہ حضرت خالد و عمر نے زہر پیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضور علیہ السلام نے خیبر میں زہر کھایا۔ مگر بوقت وفات اثر ظاہر ہوا کہ انہوں نے مقام حقیقت میں رہ کر زہر پیا تھا۔ اور زہر کا اثر حقیقت پر نہیں ہوتا۔ بوقت وفات بشریت کا ظہور تھا کہ موت بشریت پر طاری ہوتی ہے۔ لہٰذا اب اثر ظاہر ہوا۔ ان حضرات کو قبر کی مکھی تو کیا عالم کو پلٹ دینے کی طاقت ہے۔ مگر اس جانب توجہ نہیں۔ خانہ کعبہ میں تین سو برس بت رہے رب نے دور نہ کیے تو کیا خدا کمزور ہے اپنے گھر سے نجاست دور نہ کر سکا؟ رب سمجھ دے۔

اعتراض:۔ حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی۔ تو خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے۔ تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وان یسلبهم الذباب شیئا لا یستقذوه منه۔

(پارہ ۱۷ سورہ ۲۲ آیت نمبر ۷۳)

جواب:۔ ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی۔ مگر طاقت کا استعمال نہ کیا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ایسی ہی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء فرعون کو بھی کھا سکتا تھا۔ مگر وہاں استعمال نہ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضاء الٰہی تھے۔ دیکھو رمضان میں ہمارے پاس پانی ہوتا ہے۔ مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں۔ لہٰذا یہ آیت انبیاء و اولیاء کے لئے پڑھنا بے دینی ہے۔ یہ بتوں کے لئے ہے۔ حضرت حسین کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیئے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔